انتخابات ۲۰۱۳ اور بھارت کے ساتھ تعلقات

اسلامی شریعت یہ ہے کہ ''اور ان (مسلمانوں) کا نظام ان کے باہمی مشورے کی بنیاد سے چلتا ہے۔'' ۱۱ مئی کو پاکستانی عوام نے دھرنوں، احتجاجوں اور دھماکوں کو مسترد کر دیا۔ انھوں نے ۲۰۱۳ کے انتخابات میں بھرپور حصہ لیتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کیا اور یوں شان دار دین داری کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس معاملے میں اہل پاکستان نے بلوغ حاصل کرنے میں قابل ذکر ترقی کی ہے۔ امید کی جاسکتی ہے کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو ہمارے سیاسی کلچر کی خرابیاں بھی آہستہ آہستہ کم ہونا شروع جائیں گی۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ان انتخابات میں بھارت کے ساتھ دشمنی اور اس کے خلاف سخت تخریبی پر جوش بیان بازی کو انتخابی مہم میں استعمال نہیں کیا گیا، بلکہ انتخابی مہم کے عروج کے دنوں میں بھارت کے ساتھ تنازعات ختم کر کے پر امن تعلقات قائم کرنے کی بات کرنے والے سیاست دان کو سب سے زیادہ ووٹ ملے۔ یہ بات پاکستانیوں کے ساتھ ساتھ بھارت میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے بھی خوش خبری کا درجہ رکھتی ہے۔ پاک بھارت تناؤ کے موقع پر وہاں کے مسلمان بھی سخت مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہاں کے متشدد لوگ انھیں طنزاً پاکستان چلے جانے کی راہ دکھانے لگتے ہیں۔

ہمارے انتہا پسندوں کی یہ سوچ کہ بھارت کے جسم سے خون ٹپکاتے رہو، ایک نہ ایک دن وہ نیلا ہو کر کمزور پڑ جائے گا خود پاکستان کے لیے بھی خطرناک ہے۔ جب ایک قوم دوسری قوم کے جسم سے خون ٹپکائے گی تو دوسری قوم اس کے لیے پھولوں کے ہار تیار نہیں کرے گی بلکہ وہ ردعمل میں اس قوم کے جسم سے زیادہ خون نکالنے کی بھرپور کوشش کرے گی۔ اس کڑوی حقیقت کا انکار بھی مشکل ہے کہ آج اس سوچ کا الٹ نتیجہ نکل چکا ہے۔ حتیٰ کہ دنیا میں بھارت

پاکستان سے بلند تر مقام حاصل کر چکا ہے۔

چھوٹے چھوٹے مسائل میں الجھ کر بڑے بڑے نقصانات کا سامنا کرنا اور فائدوں سے محروم ہونا دانش مندی نہیں ہے۔ پچھلے دنوں چین کے نئے وزیر اعظم لی کی چیانگ نے سب سے پہلے بھارت کا سرکاری دورہ کیا۔ حالانکہ دونوں ملکوں کے درمیان کئی دہائیوں سے جاری سرحدی تنازعے میں مارچ میں اضافہ ہو گیا تھا۔ بھارت نے الزام لگایا تھا کہ چینی فوج نے بھارتی سرحد کی خلاف ورزی کی ہے۔ دلی میں چینی وزیر اعظم نے یہ کہا کہ دونوں ملکوں میں اختلافات سے زیادہ مفادات موجود ہیں۔ ہمیں ان اختلافات کو کھلے ذہن کے ساتھ سلجھانے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے بھارتی وزیر اعظم سے اعتماد کی تعمیر کا وعدہ کیا۔ اس دورے میں دونوں ممالک نے آٹھ معاہدوں پر دستخط کیے۔ اس دورے میں سرحدی تنازعے پر تفصیل سے اور دوٹوک انداز میں بات ہوئی مگر وہ دوسرے امور پر اثر انداز نہ ہو سکی۔

اسی طرح پاکستان اور بھارت کو بھی اعتماد کی تعمیر کرنی چاہیے۔ نارمل حالات میں دو قومیں آپس میں ملیں، بات چیت کریں تو ایک دوسرے کو جاننے کا موقع ملتا ہے، غلط فہمیاں رفع ہوتی ہیں، مخفی مشترک امور ظاہر ہوتے ہیں۔ باہمی عزت و احترام کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ دلوں میں وسعت پیدا ہوتی ہے اور باہمی مسائل حل ہونے کے امکانات روشن ہوتے ہیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

پاک بھارت تعلقات محض کوئی خارجہ امور کا عام مسئلہ نہیں ہے۔ یہ بہتر تعلقات دونوں ملکوں کے غربت اور جہالت کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے کروڑوں عوام کے لیے خوش حالی اور تعلیم کا سورج طلوع کر سکتے ہیں، اور انھیں دونوں ملکوں کی ردعمل کی نفسیات اور انا کی شکار قیادت کے ظلم سے بچا سکتے ہیں۔ اس ضمن میں حکیمانہ اور صابرانہ حکمت عملی اختیار کر کے بے پناہ فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ دنیا کی کسی بھی قوت کے مقابلے میں اللہ کا ساتھ ہمیں انتہائی غیر معمولی ثمرات سے ہم کنار کر سکتا ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، مجوسی اور نصرانی بنا دیتے ہیں۔ افسوس ہماری مذہبی اور سیاسی قیادت نے بھی ہمارے عوام کو غیر فطری اور غیر انسانی تعصّبات کی کال کوٹھڑی میں قید کر دیا ہے۔ مذہب کی بنیاد پر نفرت کی سیاست کرنے والے اگر وسیع القلبی اور وسیع النظری سے کام لیں تو مذہب ہی کے حوالے سے مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان اجنبیت اور دوری کو بہت حد تک کم کیا جا سکتا ہے۔ ''ویدیں'' ہندوؤں کی تمام مذہبی کتب میں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ اگر کسی دوسری مقدس

کتاب کی کوئی عبارت ان کے ساتھ متصادم ہو تو ویدوں ہی کو سند، حتمی اور مسلمہ مانا جاتا ہے۔

ویدوں میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے:

''خدا جیسا کوئی نہیں ہے۔''......''خدا عظیم اور طاقت ور ہے۔''......''خدا کا کوئی تصور یا خاکہ یا ثانی نہیں۔''

......''اسی کی عبادت کرو، ایک خدا کی، صرف اسی کی تعریف کرو۔''......''خدا صرف اور صرف ایک ہے۔''

وید کے بعد ''اُپشند'' کا درجہ ہے۔ اس میں ہے:

''اللہ کا کوئی شریک نہیں، کوئی اس جیسا نہیں، کوئی ثانی نہیں۔''......''کوئی اللہ کو نہیں دیکھ سکتا۔''

اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھگوت گیتا میں ہے:

''وہ مجھے عظیم خدا کی حیثیت سے جانتے ہیں جو ازل سے ہے۔ جس کی ابتدا وانتہا نہیں ہے۔ وہ دنیا کا عظیم آقا ہے۔''

وید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پیشین گوئیاں کچھ یوں درج ہیں:

''اس کی پیدایش وشنو یاس (یعنی اللہ کے عبادت گزار، عبداللہ) کے ہاں ہوگی۔ اس کی والدہ کا نام سماتی (امن۔ آمنہ) ہوگا۔''......''وہ اپنی ماں کا دودھ نہیں پیے گا۔''......''ایک نووارد آئے گا اس کی زبان سنسکرت نہیں ہوگی۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آئے گا جو صحابہ کہلائیں گے۔ اس کا نام محمد ہوگا۔''......''وہ امن کا شہزادہ اور مہاجر ہے۔''......''وہ سفید گھوڑے پر سوار ہوگا، اس کے ہاتھ میں تلوار ہوگی اور وہ بدامنی اور ظلم کا خاتمہ کرے گا۔''......''وہ ایک ریتلے راستے سے آئے گا اور برائی کے خاتمے کے لیے عظیم قوت مجتمع کرے گا۔''......''وہ انتم رشی یعنی آخری رشی ہوگا۔''......''(اس کے پیروکار) ختنہ شدہ ہوں گے۔ ان کے سر کے بالوں کی چوٹی نہیں ہوگی۔ وہ ڈاڑھی رکھیں گے اور وہ انقلاب برپا کریں گے۔ وہ عبادت کے لیے پکاریں گے (اذانیں دیں گے) وہ تمام حلال جانوروں کا گوشت کھائیں گے مگر سور کا گوشت نہیں کھائیں گے۔''

ان چند اقتباسات کے واضح اشارات میں مخفی تفصیل حکمت و دانائی رکھنے والے باآسانی دیکھ سمجھ سکتے ہیں۔ وقت کی گزران اور زمانے کی بدلتی ہوئی کروٹوں سے مذہب کے ساتھ کیسے کیسے معاملات ہو جاتے ہیں، اہل علم بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس بات کی رعایت قدیم مذاہب کے حاملین کو دینی چاہیے۔ مگر افسوس ہماری قوم میں نفرت، انتقام، تعصّبات کے جذبات اس قدر شدت کے ساتھ پیدا کر دیے گئے ہیں اور انھیں دعوتی سوچ سے اتنا دور کر دیا گیا ہے کہ ان کا دوسری اقوام کو رعایت دینے کا ذہن ہی نہیں بنتا۔ مگر مایوسی کفر ہے۔ قومیں ''طرز کہن'' پر اڑا کرتی ہیں، چنانچہ انھیں ''آئین نو'' کی راہ دکھانے کی تعمیری کوشش جاری رکھنا ہوگی۔

یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک معقول مسلمان ہندو مذہب کے بارے میں ایسی معلومات کے سامنے آنے کے بعد ہندوؤں کے ساتھ قربت محسوس نہ کرے۔ دونوں ممالک کو یہ حقیقت کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ دوست بدلے جا سکتے ہیں، ہمسائے نہیں......اور اسلام میں تو ہمسائے کے حقوق ہی بہت زیادہ ہیں.....دونوں ملکوں کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ جارحانہ سوچ کے حاملین کے ہاتھوں یرغمال نہ بنیں۔ جب دلوں میں وسعت اور نرمی پیدا ہو گی تو پیچیدہ اور بڑے مسائل پر مذاکرات بھی کامیاب ہونے لگیں گے۔ ورنہ غصے اور نفرت کی کیفیت میں دل تنگ ہو جاتے اور مذاکرات بھی ڈیڈ لاک کا شکار ہو جایا کرتے ہیں۔ان اقوال سے اختلاف کا کوئی امکان نہیں ہے کہ تشدد کا انجام تخریب ہے اور امن کا انجام تعمیر۔ بدامنی کا انجام شرمندگی ہے اور امن کا انجام کامیابی۔تشدد سے نفرت جنم لیتی ہے اور امن سے محبت۔تشدد سے بنے ہوئے کام بگڑ جاتے ہیں اور امن سے بگڑے ہوئے کام سنور جاتے ہیں۔اب یہ ہم پر ہے کہ ہمیں تخریب، شرمندگی اور نفرت سے اس خطے کو آلودہ کرنا ہے یا تعمیر، کامیابی اور محبت کی خوشبو سے اپنے آپ کو اور اپنے ہمسائے کو معطر کرنا ہے۔

—— محمد بلال

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

نیا پاکستان مبارک!

وزیر اعظم: نواز شریف، قائد حزب اختلاف: عمران خان۔

پاکستان کے لیے اس سے بہتر سیاسی مستقبل ممکن نہیں تھا۔ اگر یہ ترتیب الٹ جاتی تو بھی میری رائے یہی ہوتی۔ وزیر اعظم: عمران خان، قائد حزب اختلاف: نواز شریف۔ پاکستان کے عوام نے بالعموم جس ذہنی بلوغت کا مظاہرہ کیا ہے، اس سے جمہوریت پر میرے اعتماد میں اضافہ ہوا ہے۔نواز شریف نے ۱۱ مئی کی شب جو تقریر کی، وہ بلاشبہ ایک نئے پاکستان کی خبر دے رہی ہے۔شہباز شریف کے چند جملوں نے فضا میں جو تلخی پیدا کر دی تھی میاں صاحب کی بصیرت نے بڑی حد تک اس کا تدارک کر دیا۔ انھوں نے زبان حال سے بتا دیا کہ شہباز شریف صاحب وزارت عظمیٰ کے لیے جتنے غیر موزوں ہو سکتے ہیں، نواز شریف صاحب اتنے ہی موزوں ہیں۔قومی راہنما ہونے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ آدمی کے دل میں ایک کائنات سما جائے۔ مخالفین کے لیے بھی وہ سراپا شفقت ہو۔عمران خان کو بھی اس